حضرت مولانا محمد یوسف لودھیانوی
مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ملتان

کیا مرزا غلام احمد مسیح موعود ہے؟

مسئلہ جہاد کی روشنی میں اس کا فیصلہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت کے بارے میں ہر خاص و عام جانتا ہے کہ وہ جہاد کے منکر ہیں، کیونکہ مرزا صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ صرف اس "مقدس مشن" پر صرف ہوا کہ جہاد کے جذبات مسلمانوں کے دل سے نکال دیئے جائیں اور انہیں برٹش راج کے جابرانہ تسلط کے سامنے مکمل سپردگی اور اسکی ابدی غلامی کا درس دیا جائے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں، اور میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"[1]

"منسوخیٔ جہاد" کا فتویٰ ایک ایسی چیز تھی جس کے نتیجہ میں مرزائیت سے مسلمانوں کی بیزاری و تنفر میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ منیر رپورٹ کے فاضل مرتبین لکھتے ہیں:

"عقیدۂ ختم نبوت، عیسیٰ بن مریم کا روز قیامت سے پہلے بجسد عنصری دوبارہ آنا اور مسئلہ جہاد۔ ان تینوں مسائل کے متعلق اختلافات ایسے تھے کہ علماء کی طرف سے

---

[1] تریاق القلوب۔ ص ۱۵

احتجاج اور مرزا صاحب کے خلاف کفر کے فتووں کا اجرأ بالکل طبعی امر تھا ــــ لہٰذا ۱۸۹۱ء میں جونہی مرزا صاحب نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا، ان کے خلاف کفر کے فتوے دئیے جانے لگے ــــ اس (مرزائی) تحریک میں جہاں بعض ذی علم اور ذی اثر حضرات مثلاً مولانا محمد علی، خواجہ کمال الدین، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اور ڈاکٹر محمد حسین[۱] کشاں کشاں شامل ہو گئے۔ وہاں دوسرے لوگ غضبناک بھی ہوئے جو اس تحریک کو اصلاً سیاسی تحریک اور مسلمان ممالک واقوام کے لئے باعث خطرہ سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے اس کی شدید مذمت کی اور پروفیسر الیاس برنی نے اس کو استہزا کا نشانہ بنایا۔" [۲]

انگریزی اقتدار کی بے جا خوشامد تملق قادیانی تحریک کیلئے بے حد ذلت و رسوائی اور بدنامی کا نشان بنا ہوا تھا۔ مرزا صاحب کی جانب سے انگریز بہادر کی مدح و ستائش اور حرمت جہاد کے طومار پڑھ کر خود ان کے عقیدتمندوں کو شرم آجاتی تھی۔ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان ہے کہ:۔

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فخریہ لکھا ہے کہ "میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔" مگر مجھے (مرزا محمود احمد صاحب کو) افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو کہتے سنا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔" [۳]

لیکن انگریز کے دجالی اقتدار کے سامنے میں مرزا صاحب کے لئے یہ "بدنامی" لائق صد فخر تھی۔ کیونکہ:۔

الف:۔ ان کی نبوت و مسیحیت انگریزی اقتدار کا خود کاشتہ پودا تھی۔

ب:۔ انگریزی اقتدار اور مرزائی مسیحیت ایک دوسرے کے وفادار حلیف تھے۔

ج:۔ دونوں کے مفادات ایک دوسرے سے وابستہ تھے۔

د:۔ اقتدار، مرزائی مسیحیت کا مضبوط قلعہ تھا ــــ اور

ہ:۔ مسیحیت، اقتدار کے لئے تعویذ اور حرز اماں تھی۔

و:۔ اقتدار، مسیحیت کے لئے ظل الٰہی اور اولوالامر تھا ــــ اور

---

[۱] قادیانی اصطلاح میں یہ حضرات منافق تھے۔ [۲] تحقیقاتی رپورٹ برائے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء (اردو ترجمہ) ص ۲۸۷ [۳] الفضل ۷ر جولائی ۱۹۳۲ء

س :۔ مسیحیت ، دربار اقتدار میں مسلمان باغیوں کی مخبری کیا کرتی تھی ۔
ح :۔ اقتدار ، مسیحیت کا پاسبان ونگہبان تھا ـــــــ اور
ی :۔ مسیحیت ، دجالی اقتدار کے دوام وبقاء کے لئے دعاگو تھی ۔

ان دنوں مرزا صاحب کے حرمت جہاد کے فتوی پر جس قدر احتجاج کیا جاتا ، انہیں اسی قدر مسرت ہوتی کہ " انگریز پرستی " کی سند مہیا ہو رہی ہے ۔ اور وہ اس " شہادت " کو لیلائے اقتدار کے سامنے پیش کر کے کہہ سکتے ہیں ؎

بجرم عشق توام مے کشند دغوغائیست ۔۔۔ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

انہیں ملت اسلامیہ سے غداری کا الزام دیا جاتا تو کہتے ؎

گرچہ بدنامی است پیش عاقلاں ۔۔۔ مانمی خواہیم ننگ ونام را

الغرض مرزا صاحب اپنے " ظل الٰہی " پر اپنا سب کچھ قربان کر چکے تھے ، اور اس کے تا ابد قائم رہنے کے لئے کوشاں تھے ، ان کا خیال تھا کہ برطانوی اقتدار کا سایہ غلام ہند پہ ہمیشہ رہے گا۔[1] اور اس آفتاب کو کبھی زوال نہیں ہوگا ۔ لیکن جب ۱۹۴۷ء میں قادیانی اولوالامر نے رخت سفر باندھا تو قادیانی عقائد کا سارا ملمع اتر گیا ۔ اور قادیانی اکابر کو مرزا صاحب کے متوحش عقائد میں اصلاح وترمیم کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اس کی ایک مثال مسئلہ جہاد ہے ۔ مرزا صاحب ساری عمر فتویٰ دیتے رہے کہ " جہاد منسوخ ہو گیا ، کیونکہ مسیح آچکا " لیکن جب ۱۹۵۴ء کی تحقیقاتی عدالت نے مرزا بشیر الدین صاحب خلیفہ ربوہ سے سوال کیا : " کیا اس مفہوم کی کوئی حدیث ہے کہ مسیح ، جہاد یا جزیہ کے متعلق قانون کو منسوخ کر دے گا ۔ ؟ " تو خلیفہ صاحب نے جواب دیا :

" ایک حدیث جزیہ کے متعلق ہے اور دوسری حرب کے متعلق ۔ ہم جزیہ کے متعلق حدیث کو ترجیح دیتے ہیں ۔ اور دوسری کو اس کی وضاحت سمجھتے ہیں ۔ ہم نہیں سمجھتے کہ جو الفاظ یعنی یضع حدیث میں استعمال ہوئے ہیں ۔ ان کے معنیٰ منسوخ کرنے کے ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس لفظ کے معنیٰ التواء کے ہیں ۔ "[2]

---

[1] مرزا صاحب کا ایک شعر ہے ؎
تاج وتخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام ۔۔۔ جسکی شاہی میں میں پاتا ہوں فلاح روزگار (در ثمین)

[2] " تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا بیان " ص۳ شائع کردہ : دار التجلید اردو بازار ، لاہور ۔

خلیفہ صاحب کا منشاء یہ تھا کہ ان کے والدِ محترم مرزا غلام احمد کا فتویٰ "التوائے جہاد" کا تھا حرمتِ جہاد کا نہیں تھا۔ اس کی مزید تشریح ۲۷ برس بعد مولوی اللہ دتا جالندھری نے گزشتہ سالانہ جلسہ ربوہ میں اس طرح فرمائی ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے زمانہ میں چونکہ مذہبی آزادی تھی، ملک میں امن وامان قائم تھا، اس لئے تمام مسلمان فرقے اور مذہبی وسیاسی راہنما انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کرنے کے خلاف تھے، سب کے نزدیک اس وقت جہاد کی شرائط موجود نہیں تھیں، یہی موقف حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا تھا کہ جب تک شرعی شرائط متحقق نہ ہوں۔ جہاد بالسیف جائز نہیں۔ جماعت احمدیہ (مرزائیوں) کے نزدیک جہاد کے التواء کا حکم وقتی اور عارضی ہے، جب کبھی دشمنانِ دین تشدّد اور قوّت سے کام لیں گے۔ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے برسرِپیکار ہوں گے قرآن و حدیث کی عائد کردہ شرائط کے ماتحت پھر جہاد بالسیف ضروری ہوگا" [1]

خلیفہ صاحب اور مولوی اللہ دتا جالندھری صاحب کی اس تشریح سے واضح ہوگیا کہ مرزا صاحب کی جانب سے جہاد کے منسوخ اور قطعی حرام ہونے کا فتویٰ محض سیاسی مصلحت کی پیداوار تھا۔ ورنہ "جہاد حسب موقعہ اب بھی جاری ہے۔ صد شکر کہ قادیانی لیڈروں کو ستر نوے سال بعد مرزا صاحب کے پھیلائے ہوئے غلط عقیدہ کی اصلاح کی توفیق ہوئی —— لیکن ابھی ایک اشکال باقی ہے۔ امید رکھنی چاہیئے، کہ قادیانی مفکر اس کی جانب بھی فوری توجہ فرمائیں گے۔

اشکال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جہاد کے منسوخ، موقوف اور آئندہ کے قطعی حرام ہونے کی بنیاد اس نکتہ پر رکھی تھی کہ وہ "مسیح موعود" ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد منسوخ ہوجائے گا، دینی لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اور آئندہ دین کے لئے تلوار اٹھانا حرام ہوگا —— اب اگر جہاد واقعۃً بند نہیں ہوا تو مرزا صاحب مسیح موعود کیسے ہوئے——؟ مرزا صاحب نے تو جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان اس بنیاد پر کیا تھا کہ وہ بزعم خود مسیح موعود ہیں، اس سلسلہ میں ان کی تصریحات ملاحظہ فرمایئے، ایک جگہ لکھتے ہیں:

"صحیح بخاری میں مسیح موعود کی شان میں صاف حدیث موجود ہے۔ کہ یضع الحرب

---

[1] روزنامہ الفضل ربوہ۔ ۳۰/دسمبر ۱۹۷۴ء

یعنی مسیح موعود لڑائی نہیں کریگا، تو پھر کیسے تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو آپ لوگ اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ صحیح بخاری، قرآن شریف کے بعد اصح الکتب ہے اور دوسری طرف صحیح بخاری کے مقابل پر ایسی حدیثوں پر عقیدہ کر بیٹھتے ہیں کہ جو صحیح بخاری کی حدیث کے منافی پڑی ہیں۔" [1]

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے۔ تو کافران کے دم سے ہلاک ہوں گے اور حد نظر تک ان کا دم عیسوی اثر کرے گا، مرزا غلام احمد صاحب اس حدیث کو اپنی ذات پر چسپاں کرنے کیلئے اس کی تاویل و توجیہہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ مسیح کے وقت میں جہاد کا حکم منسوخ کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی صفات میں لکھا ہے، کہ یضع الحرب یعنی مسیح موعود جب آئے گا۔ تو جنگ اور جہاد کو موقوف کر دے گا۔" [2]

اشتہار چندہ منارۃ المسیح میں لکھتے ہیں:

"تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے تاکہ لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں، یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ جیسا کہ حدیثوں میں پہلے ہی لکھا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کیلئے لڑنا حرام کیا گیا، اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے۔ اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے۔ یعنی یضع الحرب جس کے یہ معنیٰ ہیں کہ جب آئیگا، تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا، اور یہی ہے جو تم سے

---

[1] تریاق القلوب ص۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب۔ [2] تجلیات الٰہیہ ص۸ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب۔ [3] یہاں یہ تنبیہہ کر دینا ضروری ہے کہ اسلام میں "مسیح موعود" کی کوئی اصطلاح رائج نہیں۔۔۔ قرآن و حدیث کی واضح تصریح کے مطابق امت اسلامیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت میں ان کا نزول ہوگا۔ مگر مرزا صاحب "عیسیٰ بن مریم" کے لفظ سے کتراتے ہیں، اسلئے انہوں نے "مسیح موعود" کی غیر اسلامی اصطلاح ایجاد کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات اپنی ذات پر چسپاں کرنے کے لئے تاویل و تحریف کا ایک طومار تیار کر ڈالا

بول رہا ہے۔" ۱؎

اسی اشتہار میں دوسری جگہ جلی قلم سے لکھتے ہیں :

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم سے بند کیا گیا، اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے، جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے۔ کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے، سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں، ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۲؎۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں، پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دئے گئے، لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔" ۳؎

اربعین ۴؎ میں "نصائح" کے زیرِ عنوان مرزا صاحب جلال و جمال کا دقیق فلسفہ پیش کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ تورات کی آتشی شریعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلالی نام محمدؐ تھا۔ اور انجیل کی جمالی تعلیم میں آپؐ کا جمالی نام احمدؐ تھا۔ آپؐ کی مکی زندگی جمالی تھی اور مدنی زندگی جلالی۔ اور

"پھر یہ دونوں صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہؓ کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور ـــــــ جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا، یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا کہ: "یضع الحرب" یعنی لڑائی نہیں کریگا، اور یہ خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ اس حصے کے پورا کرنے کے لئے مسیح موعود اور اسکی جماعت کو ظاہر کیا جائیگا، جیسا کہ آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اور آیت تضع الحرب اوزارھا بھی اشارہ کر رہی ہے۔" ۴؎

۱؎ ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص۱۰ طبع جدید ربوہ ۲؎ سفید جھنڈا دشمن سے پناہ لینے اور اس کے آگے ہتھیار ڈال دینے کے لئے بلند کیا جاتا ہے۔ ۳؎ ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص۲۸ طبع جدید ربوہ۔

۴؎ اربعین ۴ ص۱۵

آگے چل کر وہ مزید تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکی و مدنی زندگی میں جمالی عیسوی اور جلالی موسوی کے دونوں نمونے ظاہر کر دیئے۔ اور پھر آپؐ نے اپنے روحانی وارثوں میں سے جلالی نمونہ دکھانے کیلئے صحابہؓ کو مقرر کیا، کیونکہ اس وقت اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا ———— پھر۔

"پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا، اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا، یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔ سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اور خدا نے تمہیں (مرزائیوں کو) عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضاء کے بنایا، سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ" ؎۱

اسی اربعین میں مرزا صاحب حدیث یضع الحرب کی تشریح کے ضمن میں حضرت موسیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خود اپنے زمانے کا تدریجی فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے نہیں بچا سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے ———— پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دیکر مؤاخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا ———— اور پھر مسیح موعود کے وقت میں قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا" ؎۲

جشن تاج پوشی ہمارے شہنشاہ عالی جاہ ایڈورڈ قیصر ؎۳ کے موقعہ پر مرزا صاحب نے جہاد کے قطعی استیصال کے لئے ایک تجویز پیش ؎۴ کی تھی اس میں اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا:

"سورۂ فاتحہ اور سورۂ نور اور کئی اور سورتوں میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے نبیوں کا سلسلہ آخر کو ایک ایسے نبی پر ختم ہوا جس نے تلوار نہیں اٹھائی اور نہ جہاد کیا

؎۱ اربعین ۴ ص ۱۶، ۱۷ ؎۲ اربعین ۴ ص ۱۵ حاشیہ

؎۳ ؎۴ یہ مرزا صاحب کے الفاظ ہیں۔

اور محض اخلاقی تعلیم کی قوت سے دلوں کو اپنی طرف کھینچا، ایسا ہی محمدی سلسلہ میں جب وہی زمانہ آئے گا، یعنی جبکہ ہجرت سے چودھویں صدی آئے گی جو اس زمانہ سے بہت مشابہ ہے جبکہ حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ تب حضرت عیسیٰ مسیح کی مانند اس امت میں بھی ایک شخص پیدا ہوگا، جو نہ جہاد کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ اور آرام اور صلحکاری سے دلوں کو خدا کیطرف کھینچے گا۔" لہ

اس سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جسطرح مسیح ناصری کی شریعت میں جہاد نہیں تھا اسی طرح مسیح محمدی (خود مرزا صاحب) کی شریعت میں بھی جہاد نہیں، اس سلسلہ میں وہ مزید صراحت کرتے ہیں ؛

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ اگر ایسا کریں گے (یعنی جہاد کریں گے) تو وہ خدا سے لڑیں گے اور خدا ان سے لڑیگا، کیونکہ اس کا منشا یہی ہے کہ دنیا کو یہ معجزہ دکھا دے کہ نرمی سے اور صلح سے اور اخلاق کے کمال سے اور اعجازی نمونوں سے دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کرے، پس جو شخص اس کے منشاء کے برخلاف دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے وہ اس کے معجزہ کو باطل کرنا چاہتا ہے اور اسکی حکمت کا دشمن ہے۔"

مرزا صاحب نے "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" کے موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا تھا اس میں بھی انہوں نے "مسیح اور جہاد" کے نکتہ کو فراموش نہیں کیا، فرماتے ہیں ؛

"یہ خیال ان کا (مسلمانوں کا) ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا گیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب حرام ہو جائے ــــــ؟ اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں، ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی ..... عہ

(باقی آئندہ)

لہ ریویو آف ریلیجز جلد ۲ ص ۲۲

عہ سرسید کی تقلید میں مرزا صاحب کا نظریہ بھی یہ ہے کہ اسلام میں صرف دفاعی جنگ کی اجازت ہے۔ حملہ میں پہل کرنے کی اجازت نہیں۔ مگر یہ نظریہ صرف مرعوب ذہنیت کی پیداوار ہے۔ اور اسلام کی پوری تاریخ اسکی تکذیب کرتی ہے۔ یہ ایک الگ مقالے کا موضوع ہے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔۔۔